HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

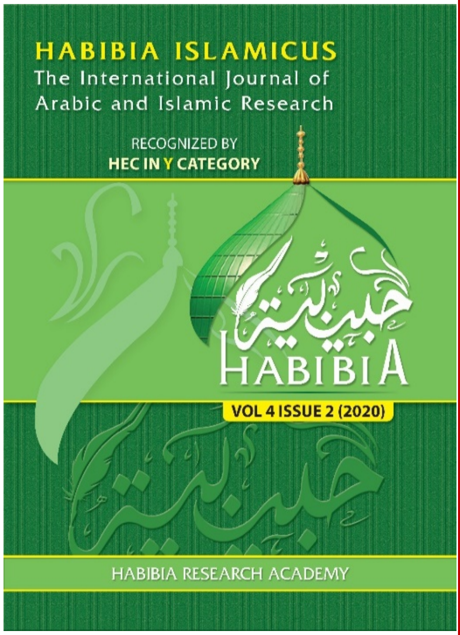

TOPIC:

FORMS OF CONTRACTS AND THEIR RULES IN CONTEMPORARY ISLAMIC BANKING

معاصر اسلامی بینکاری میں عقد مقاصہ کی صورتیں اور ان کے احکام

AUTHORS:

1. *Hafiz Moazzam Shah, Lecturer, Department of Shariah, Allama Iqbal Open University, Islamabad.*
2. *Dr. Hidayat Khan, Associate Prof- Department of Sharia, AIOU Islamabad. Email: hidayat.khan@aiou.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000.0003-0303-0574*

HOW TO CITE: *Khan, Hidayat, and Hafiz Moazzam Shah. 2021. "URDU 4 FORMS OF CONTRACTS AND THEIR RULES IN CONTEMPORARY ISLAMIC BANKING:* معاصر اسلامی بینکاری میں عقد مقاصہ کی صورتیں اور ان کے احکام*". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 5 (2):56-70. https://doi.org/10.47720/hi.2021.0502u04.*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/207
Vol. 5, No.2 || April –June 2021 || P. 56-70
Published online: 2020-06-17

QR. Code

FORMS OF CONTRACTS AND THEIR RULES IN CONTEMPORARY ISLAMIC BANKING

معاصر اسلامی بینکاری میں عقد مقاصہ کی صورتیں اور ان کے احکام

Hafiz Moazzam Shah , Hidayat Khan

ABSTRACT

In Islamic law of Business rules, there is a terminology of "Muqassah", which in Arabic etymology means, Debt settlement by a contra transaction when someone is indebted to a person and this person in the same time is indebted to the first one of the similar amounts of money. In terminology point of view, Muqassah means the discharge of a debt receivable against a debt payable or. Thus, muqassah is one of the ways to pay someone's debt. New forms of Muqassah have been introduced in the modern Islamic banking system. It has turned into a complexed system after the emergence of modern technology. Therefore, there is a great need to discuss the modern application of the rules of set-off already set forth by Shariah to modern financial transaction. These modern applications include set-off between customer and financial institution and also between tow financial institutions through cheque and sometimes through clearing house. This sett-off may take place through national and international networking system. This article proceeds with an introduction of the term "Muqassah" and other related terms. It further discusses the classification, conditions and shariah ruling of each type of "Muqassah" (Set off). The article ends with conclusion of this discussion about set-off.

KEYWORDS: *Muqassah, Islamic Law, Business rules, Debt, sett-off.*

تمہید: جدید غیر سودی بینکاری کے معاملات پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان میں سے اکثر معاملات کا قدیم فقہی کتابوں میں ذکر ملتاہے تاہم اس فقہی ذخیرے میں یہ معاملات بہت سادہ اور مختصر انداز میں بیان ہوئے ہیں ان معاملات میں ایک معاملہ عقد مقاصہ کا بھی ہے. مقاصہ ایک شخص کا اپنے مقروض سے مطلوب قرض کو اس دین کے مقابلہ میں ساقط کرنے کو کہتے ہیں جو قرض اس دوسرے شخص (مقروض) کا پہلے شخص کے ذمہ ہے عقد مقاصہ کا ذکر قدیم فقہی کتابوں میں ملتاہے اور اسکے تفصیلی احکامات، اقسام اس پر مرتب ہونے والے آثار اور اس میں فقہاء کا اختلاف بھی بیان ہوا ہے. جدید غیر سودی بینکاری شروع ہونے کے بعد عقد مقاصہ کی نئی شکلیں وجود میں آگئیں اور جدید ٹیکنالوجی کے وجود میں آنے کی وجہ سے نظام ایک پیچیدہ شکل اختیار کر گیاہے۔ بینک ایک دوسرے کے مقروض بھی بنتے ہیں اور قرض خوا بھی اسی طرح گاہکوں کے ساتھ بھی قرض کی بنیاد پر معاملات ہوتے ہیں چنانچہ بینکوں میں آج کل عقد مقاصہ سے متعلق مختلف معاملات وجود میں آتے ہیں۔ ایک بینک کے دوسرے بینک کے ساتھ معاملات ہوتے ہیں اسی طرح بینک کے اپنے گاہکوں کے ساتھ معاملات ہوتے ہیں اور ایک بینک کے گاہکوں کے دوسرے بینک کے ساتھ معاملات ان تمام صورتوں میں ان معاملات کو آسان اور شرعی احکامات کے مطابق کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس معاملہ کے احکام کو تفصیلا بیان کیا جائے ذیل میں اپنے مقاصد سے متعلق احکامات کو آراء کی روشنی میں ان کے دلائل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ ذیل میں مقاصہ کی اقسام کی وضاحت اور احکام

مع اختلاف ائمہ بیان کیا جاتا ہے تاہم مقاصہ کا تعلق چونکہ قرض کے ساتھ ہے لہذا قرض جس کو عربی میں دین کہتے کی وضاحت ضروری ہے۔

تعریف الدین لغۃً: لغت میں دین دَانَ الرَّجُلُ، یَدِینُ و دَینًا وَمُدَاینَۃً سے ہے۔اِستَدَانَ الرَّجُلُ کا مطلب ہے۔قرض لینا۔اور دَایَنتُ الرَّجُلَ کا مطلب ہے۔قرض دینا۔[1] دائن قرض دینے والے کو کہتے ہیں جبکہ مدیون وہ ہے جس کے ذمے قرض ہو۔

اصطلاحاً: دین کی تعریف میں علماء کی تعبیرات مختلف ہیں۔تاہم حاصل سب کا ایک ہی ہے کہ : "لزوم حق فی الذمۃ"[2]۔یعنی ذمہ میں حق کے ثابت ہونے کو دین کہتے ہیں۔

المقاصۃ کا لغوی معنی: "مقاصۃ" قصص فعل کا مصدر ہے۔لغت میں اس کے معانی ہیں المساواۃ والمقابلۃ فی الحساب[3]:یعنی حساب میں برابری، مساوات اور تتبع کے معنی میں آتا ہے۔اور دین کو دین کے بدلے میں ساقط کرنے کو کہتے ہیں۔

"المقاصۃ" اصطلاح میں: اصطلاح میں مقاصہ "ایک شخص کا اپنے مدیون سے مطلوب دین کو اس دین کے مقابلے میں ساقط کرنے کو کہتے ہیں جو دین اس دوسرے شخص (مدیون) کا پہلے شخص کے ذمہ ہے"۔[4]

"مقاصہ" کی مشروعیت: اس کی مشروعیت کی دلیل حضرت ابن عمرؓ کی وہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کی میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا پس میں دنانیر پہ (عقد کرکے) بیچتا تھا اور دراہم وصول کرتا تھا۔اور دراہم پہ (عقد کرکے) بیچتا تھا اور دنانیر وصول کرتا تھا اس سے یہ (دراہم) لیتا تھا اور اس کو اس (دنانیر) میں سے دیتا تھا۔ پس میں حضور ﷺ کے پاس آیا اور وہ حضرت حفصہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے میں نے حضور ﷺ سے اس معاملہ کے بارے میں پوچھا تو اپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا بأ سَ أَن تَأخُذَ هَا بِسِعرِ يَومِهَا مَالَم تَفتَرِقَا وَبَينَكُمَا شَئٌ"۔ "اس میں کوئی حرج نہیں، اگر اسی دین کی کرنسی کی قیمت کے حساب سے لو اور تم آپس میں اس حال میں جدا نہ ہو کہ تم دونوں کا ایک دوسرے کے ذمے کچھ ہو"۔

دلالت حدیث: اس حدیث میں 'دراہم کے بدلے دنانیر لینا اور دنانیر کے بدلے دراہم لینا' اس کا مطلب ہے ہر ایک اپنا حق کسی اور چیز کے بدلے دوسرے سے ساقط کرتا ہے۔لہذا یہ مقاصہ ہے۔

عقد مقاصہ کی تکییف فقہی: "عقد مقاصہ" عقود معاوضات میں سے ہے۔ کیونکہ دائن اپنا دین اس دین کے مقابلے میں ساقط کرتا ہے۔ جو اس کے ذمے مدیون کے لئے لازم ہوتا ہے۔

عقد مقاصہ کی اقسام اور ان کے احکام: عقد مقاصہ کی درج ذیل اقسام ہیں۔

1 مقاصہ وجوبیہ۔ 2 مقاصہ اتفاقیہ۔

پھر مقاصہ وجوبیہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مقاصہ جبریہ۔ ۲۔ مقاصہ طلبیہ۔ ذیل میں ہم ہر قسم کی وضاحت، اس میں علماء کا اختلاف اور اس کی بعض صورتیں ذکر کریں گے۔

مقاصہ وجوبیہ: وہ مقاصہ ہے جو فریقین کے حق میں یا کسی ایک کے حق میں وجوباً اور جبراً واقع ہو یعنی فریقین کی رضامندی کے بغیر بھی یہ عقد ہو جائیگا۔ اس کی درج ذیل دو قسمیں ہیں۔

(الف) مقاصہ وجوبیہ جبریّہ: یہ ایسا معاملہ ہے جس میں ایک شخص کا دوسرے کے ذمے اسی طرح کا دین ثابت ہو جس طرح کہ دوسرے کا اس شخص کے ذمے ہے۔ ان دونوں دینوں میں جنس، نوع، وصف، فوری واجب الاداء اور مؤجل ہونے میں تماثل ہو تو اس صورت میں یہ دونوں دین خود بخود ایک دوسرے کے مقابلے میں ساقط ہو جاتے ہیں۔ اس سقوط کے لئے فریقین میں سے کسی ایک طرف سے رضامندی کی شرط ضروری نہیں۔ البتہ اگر ایک شخص کا دین دوسرے کے مقابلے میں مقدار میں زیادہ ہو تو پھر زیادہ مقدار والے کا باقی دین دوسرے کے ذمہ باقی رہے گا۔[6]

مقاصہ جبریہ کا حکم: مقاصہ جبریہ کے حکم کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

مالکیہؒ کا مسلک: مالکیہؒ کے ہاں مقاصہ جبریہ جائز نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں یہ عقد فریقین کی رضامندی اور اجازت کے بغیر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مدیون یا مقروض کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ قرض اپنے کسی بھی مال سے ادا کرے۔ اور یہاں اس کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ ایک خاص مال یعنی اس مال میں سے ادا کرے جو اس نے اپنے مقروض سے وصول کرنا تھا اس میں سے ادا کرے۔[7]

جمہور علماء کا مسلک: جمہور علماء حنفیہؒ[8]، شافعیہؒ[9] اور حنابلہؒ[10] کے ہاں اس طرح کا معاملہ جائز ہے جبکہ اس کی شرائط پائی جائیں۔

جمہور علماء کی دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اگر دین تمام صفات میں دونوں طرف برابر ہو تو پھر ایک دوسرے سے مطالبہ کرنا عبث ہے۔ البتہ اس پر ایک اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیع الدین بالدین کی صورت ہے یعنی دین کو دین کے مقابلے میں بیچنا جو کہ ممنوع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بیع الدین بالدین کے ضمن میں نہیں آتا۔ کیونکہ یا تو یہ کہ اس عموم میں داخل نہیں اور یا یہ اس کے عام حکم میں سے مخصوص ہے یا یہ تقدیری بیع ہے یعنی ضمناً بیع ہو رہی ہے اصلاً نہیں۔ اور تقدیری بیع میں وہ چیز معاف ہے جو غیر تقدیری والی صورت میں معاف نہیں اور یا یہ کہ بیع الدین کے بارے میں جو ممانعت وارد ہے وہ بیع الدین لغیر من علیہ الدین والی صورت میں ہے۔ یعنی ایسے شخص کو دین بیچنا جس پر دین نہ ہو یہ ناجائز ہے جبکہ یہاں اسی شخص کو دین بیچا جا رہا ہے جس کے اوپر دین ہے۔[11] مالکیہؒ کی دلیل کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ اختیار اور اذن کا اعتبار وہاں کیا جا سکتا ہے جہاں اس کا فائدہ ہو۔ جبکہ یہاں اختیار اور اذن کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فریقین کے ذمے ایک دوسرے کا ایک ہی جیسا دین ہے جو بحر حال اس نے ادا کرنا ہے۔ اسی لئے اس کے اجازت کے بغیر بھی یہ مقاصہ واقع ہو جائے گا۔

مقاصہ جبریّہ کی شرائط: 1۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کا مدیون ہو اور ہر ایک دوسرے کا دائن ہو۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو پھر

مقاصہ وجوبیہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اگر زید کا عمرو کے ذمے دین ہو اور عمرو کا علی کے ذمے دین ہو اور علی کا زید کے ذمے دین ہو۔ تو اس صورت میں زید اور علی کے درمیان مقاصہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مقاصہ جبریہ عقد حوالہ کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جمہور کے نزدیک حوالہ کے عمل سے دین مدیون یعنی مقروض کے ذمہ سے محال علیہ جو دین کی ادائیگی کا ذمہ اٹھاتا ہے اس کے ذمہ میں چلا جاتا ہے۔ لہذا اگر مدیون کا اپنے دائن کے اوپر اپنے دین کے مثل دین ثابت ہو جائے تو مقاصہ جبریہ فوراً خود بخود واقع ہو جائے گا۔ اور اب ان میں سے کوئی اس دین کا احالہ نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر حوالہ کے بعد مدیون کا دائن کے ذمہ دین ثابت ہو جائے تو پھر مقاصہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اب جس دین کا حوالہ ہو چکا ہے وہ اس مدیون کے ذمہ نہیں رہا، لہذا مقاصہ بھی نہیں ہو سکتا۔[12]

2۔ دونوں دینوں کا تماثل: دونوں دینوں میں جنس، نوع اور وصف میں اتفاق ہو۔ اسی طرح فوری واجب الاداء اور مؤجل ہونے میں بھی ایک جیسے ہوں۔

لہذا اگر ایک طرف دراہم ہوں، دوسری طرف دنانیر ہوں تو مقاصہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ دونوں طرف جنس ایک نہیں اور کاغذِی زر کے بارے میں یہ ہے کہ ہر ملک کی کرنسی دوسرے ملک کی کرنسی سے مختلف جنس ہے۔ لہذا پاکستانی روپے اور سعودی ریال کے درمیان مقاصہ جبریہ نہیں ہو گا۔ احناف کے ہاں مقاصہ جبریہ کیلئے ضروری ہے کہ دونوں دین فوری واجب الاداء ہوں۔ اگر دونوں مؤجل ہوں یا ایک فوری واجب الاداء دوسرا مؤجل ہو تو احناف کے ہاں مقاصہ جبریہ جائز نہ ہو گا۔[13] شوافعؒ[14] اور حنابلہؒ[15] کے ہاں دونوں دینوں کا فوری واجب الاداء اور مؤجل ہونے میں تماثل ضروری ہے۔ لہذا اگر ایک فوری واجب الاداء ہو اور دوسرا مؤجل ہو تو پھر مقاصہ جبریہ جائز نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر دونوں مؤجل ہوں تو اجل اگر ایک ہو تو مقاصہ ہو گا، جبکہ اجل مختلف ہونے کی صورت میں مقاصہ نہ ہو گا۔ جہاں تک مالکیہؒ کا تعلق ہے تو جیسے اوپر ذکر ہوا، ان کے ہاں مقاصہ جبریہ نہیں ہو گا۔

3۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دونوں دینوں کے ساتھ کسی کا حق متعلق نہ ہو اور اس مقاصہ کے عمل سے کسی کو نقصان نہ ہوتا ہو۔ لہذا اگر شوہر کا بیوی کے ذمے دین ہے تو وہ شوہر کے ذمے واجب نفقہ کے ساتھ مقاصہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں بیوی کو نقصان ہے کیوں کہ نفقہ دین کی ادائیگی پر مقدم ہے اور مقاصہ کی صورت میں دین نفقہ کی ادائیگی پر مقدم ہو رہا ہے۔[16] لہذا اس صورت میں مقاصہ نہیں ہو گا۔

اس طرح میت کا کفن دفن دین سے مقدم ہے۔ اگر کسی نے میت کی کوئی چیز میت کے دائن کو بیچ دی تو اس کے ساتھ مقاصہ نہیں ہو گا کیونکہ اس میں میت کو نقصان ہے۔ اسی طرح وہ دین جو موثق بالرہن ہو یعنی اس کے مقابلے میں سیکیورٹی رکھی گئی ہو اس دین پر مقدم ہو گا جس دین کے مقابلے میں سیکیورٹی نہ ہو۔ لہذا اگر راہن نے مرہونہ چیز اپنے کسی ایسے مدیون کو بیچ دی جس کے بدلے میں سیکیورٹی رہن نہیں رکھی گئی تو راہن اور اس کے اس مدیون کے درمیان مقاصہ نہیں ہو گا اگرچہ مقاصہ جبریہ کی باقی شرائط موجود بھی ہوں کیونکہ اس صورت میں عین مرہونہ چیز کے ساتھ مرتہن کا حق وابستہ ہے۔[17]

4۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ مقاصہ کے نتیجے میں کوئی شرعی محظور لازم نہ آتا ہو۔ جیسے ربا یا شبہ ربا ہے۔ جیسا کہ عقد صرف میں مجلس میں تقابض کی شرط پوری نہ کی جائے یا یہ کہ مقاصہ سے ''ضع و تعجل'' والی صورت بن رہی ہو۔

5۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ دونوں دینوں کی آپس میں قوت میں مماثلت ہو اگر ایک دین اقویٰ ہو تو پھر مقاصہ جبریہ نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اگر شوہر کا بیوی کے ذمے دین ہو تو زوج کی رضامندی کے بغیر اس دین کو بیوی کے نفقہ کے مقابلہ میں مقاصہ نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ زوج کا دین اقویٰ ہے کہ یہ ادائیگی یا ابراء کے بغیر ساقط نہ ہوگا۔ جبکہ زوجہ کا دین ضعیف ہے کہ زوج اگر ادائیگی سے قبل فوت ہو جائے تو زوج کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔[18] پانچویں شرط صرف احناف کے ہاں ہے۔ مالکیہؒ، حنابلہؒ اور شوافعؒ کے ہاں مقاصہ جبریہ کیلئے یہ شرط نہیں۔

(ب) **مقاصہ وجوبیہ طلبیہ:** یہ ایسی صورت میں دونوں دینوں کے ساقط ہونے کو کہتے ہیں جس میں سقوط دین کا مطالبہ (دونوں دینوں میں سے) افضل دین والے کی طرف سے ہو اور وہ اپنے دین میں جو تمیز اور اعلی خصوصیت ہے اس تمیز کے حق سے دستبردار ہو جائے، ادنی حق والے چاہے راضی ہوں یا نہ ہوں۔[19] اور چونکہ یہ عقد ادنی حق والے کی رضامندی کے بغیر واقع ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو مقاصہ جبریہ وجوبیہ کہتے ہیں۔ اس کی شرائط درج ذیل ہیں۔

پہلی شرط: مقاصہ کے فریقین میں سے ہر ایک دوسرے کا مدیون ہو۔ اس شرط کی تفصیل بھی مقاصہ جبریہ وجوبیہ کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔

دوسری شرط: فریقین میں سے افضل حق والے کی رضامندی ضروری ہے۔ ادنی حق والا چاہے راضی ہو یا نہ ہو۔

حق کی افضلیت کی مثال جیسے کہ ایک کا دین کے مقابلے میں سیکیورٹی رکھی گئی ہو جبکہ دوسرے مقابلے میں سیکیورٹی نہ رکھی گئی ہو، یا مؤجل دین دونوں کے ہوں لیکن ایک کے دین کی مدت یعنی کم مدت بعد واجب الادا ہو جبکہ دوسرے کی مدت زیادہ ہو۔ یعنی ایک، ایک مہینے بعد واجب الاداء ہو جبکہ دوسرا دو مہینے بعد۔ یا ایک کا دین فوری واجب الاداء ہو جبکہ دوسرے کا دین مؤجل ہو۔

تیسری شرط: دونوں دین جنس ونوع میں متماثل ہوں۔ صفت واجل میں تماثل ضروری نہیں۔ یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کے مقابلے میں سیکیورٹی رکھی گئی ہو اور دوسرے کے مقابلے میں سیکیورٹی نہیں رکھی گئی تو یہ اس دین پر مقدم ہوگا جس دین کے مقابلے میں سیکیورٹی نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک فوری واجب الاداء ہو اور دوسرا مؤجل ہو۔ اور اگر دین کی مقدار میں بھی تفاوت ہو تو بھی جائز ہے۔ تاہم اس صورت میں زیادہ دین والا بدستور اپنے باقی حصہ کا دائن رہے گا جبکہ کم دین والا بدستور اضافی حصے کا مدیون رہے گا۔[20]

چوتھی شرط: چوتھی شرط یہ ہے کہ اس طرح کے عمل سے ربا اور شبہ ربا جیسے محظورات شرعیہ مرتب نہ ہوں۔

مقاصہ وجوبیہ طلبیہ کا حکم اور اختلاف فقہاء: اس سلسلے میں فقہاء کے درج ذیل دو اقوال ہیں۔

پہلا قول: پہلا قول عدم جواز کا ہے۔ یہ قول شوافع[21] اور حنابلہ[22] کا ہے۔

دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں مقاصہ سے ایک طرف کو اضافہ ملے گا۔اور ہر ایسا قرض جو اپنے ساتھ نفع لائے وہ ربا ہے [23]۔علامہ نوویؒ اس کی تصریح فرمائی ہے۔**24**

دوسرا قول: دوسرا قول جواز کا ہے۔یہ قول احناف [25] کا ہے۔جبکہ مالکیہ [26] کا بھی مشہور قول یہی ہے۔

دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے۔اصل مقصود معاوضہ ادا کرنا ہے۔اور دین سے ایک دوسرے کو بری کرنا ہے۔اور جب وہ شخص جس کا دین کسی بھی لحاظ سے افضل ہے وہ اپنا حق ساقط کرنے پر راضی ہو گیا تو اس میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہ کوئی دین کی ادائیگی میں دین بہتر انداز میں اچھے وصف یا زیادتی کے ساتھ کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہوتا۔اور ادنی حق والے کو بھی اعتراض کا حق نہیں کیونکہ اسکو نقصان کے بجائے فائدہ ہو رہا ہے اس وجہ سے اس کی رضامندی بھی شرط نہیں۔جہاں تک عدم جواز کے قائلین کی دلیل ہے کہ وہ اس کو حوالہ پر قیاس کرتے ہیں تاہم اس کا جواب یہ ہے کہ حوالہ میں ایک ذمہ سے حق دوسرے ذمہ میں منتقل ہوتا ہے جبکہ مقاصہ میں ایک دوسرے کو ذمہ سے بری کرنا مقصود ہوتا ہے۔اس لیے دونوں مسئلوں میں نمایاں فرق ہے اور ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

مقاصہ اتفاقیہ: فریقین کی رضامندی سے دونوں دینوں کا اس طور پر ساقط ہونا کہ ہر ایک کے ذمہ جو دوسرے کیلئے التزام ہے اس کے بارے یہ تصور کر لیا جائے کہ وہ پورا ہو گیا۔

مقاصہ اتفاقیہ کی شرائط:

ا۔ہر ایک دوسرے کا مدیون ہو۔

۲۔فریقین میں سے ہر ایک کی رضامندی ضروری ہے [27]۔

۳۔مقاصہ کے نتیجے میں کوئی شرعی محظور لازم نہ آتا ہو۔جیسے ربا یا شبہ ربا ہے۔

مقاصہ اتفاقیہ: اگر جنس،نوع اور صفت میں اتفاق ہو تو یہ مقاصہ (جو فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے) تمام فقہاء کے ہاں جائز ہے۔شوافع [28] اور حنابلہ [29] کے ہاں بھی جائز ہے۔اور اگر جنس،نوع اور صفت میں اختلاف ہو تو پھر مقاصہ اتفاقیہ کے بارے میں علماء کے درج ذیل اقوال ہیں۔

پہلا قول: شوافع [30] اور حنابلہ [31] کے ہاں یہ جائز نہیں۔دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ جب مختلف الجنس کے درمیان مقاصہ ہو گا تو بیع الدین بالدین کی قبیل سے ہو گا جو کہ ناجائز ہے [32]۔

دوسرا قول: دوسرا قول جواز کا ہے۔یہ قول احناف [33] اور مالکیہ [34] کا ہے۔

تاہم مالکیہ نے یہ قید بھی ساتھ لگائی ہے کہ دونوں دین فوری واجب الاداء ہوں۔چنانچہ علامہ ابن عبد البرؒ مالکی لکھتے ہیں:

"وَمَن كَانَ لَه عَلىٰ رَجُلٍ دَنَانِيرَ وَ عَلَيه لِذَالِكَ الرَّجُلِ دَرَاهِمَ جَازَ أن يَشتَرِيَ أحَدُهُمَا مَا عَلَيه بِمَا لَه عَلىٰ الأخرِ وَ يَتَطَارَحَانِ وَيَتفرَّقَانِ عَلَيهِ وَذالكَ إذا حلّ الأَجَلُ فِيهِما"35۔ "اور جس شخص کے دوسرے شخص پر دنانیر ہوں، اور دوسرے شخص کے پہلے کے ذمے دراہم ہوں تو ان میں سے ایک کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے ذمے جو کچھ ہے وہ اس کے بدلے خرید لے جو اس کا دوسرے کے ذمے ہے۔ اس صورت میں دونوں دین ختم ہو جائیں گے۔ دونوں کا (اس معاملے سے) تفرق ہو جائے گا۔ اور یہ اس وقت ہے جب دونوں دین واجب الاداء ہو چکے ہوں"۔

دلائل: پہلی دلیل: ان حضرات کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "میں بقیع میں اونٹ بیچتا تھا۔ پس میں بیع دنانیر پر کرتا تھا اور دراہم وصول کرتا تھا۔ یا بیع دراہم پر کرتا اور دنانیر وصول کرتا تھا۔ پس میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔ وہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے ہاں تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی ٹھہریئے، میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں، میں بقیع میں اونٹ بیچتا ہوں ۔پس دنانیر پر سودا کرتا ہوا اور دراہم وصول کرتا ہوں، یا دراہم پر سودا کرتا ہوں اور دنانیر وصول کرتا ہوں۔ اس میں سے لیتا ہوں اور یہ اس میں سے دیتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی حرج نہیں مگر اسی دین کی (دراہم ودنانیر) کی قیمت کے ساتھ لو اور اس حال میں جدا نہ ہو کہ تمہارے درمیان کوئی (اس معاملے میں سے) باقی ہو"۔36 اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ آپ ﷺ نے مقاصہ کی اجازت مرحمت فرمائی کہ اس دن کی قیمت کے ساتھ ایک دوسرے پر موجود چیز کا مقاصہ کر سکتے ہو۔

دوسری دلیل: حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ "المُسلِمُونَ عَلىٰ شُرُوطِهِم مَا لَم يُحِلُّوا حَرَامًا أو يُحَرِّمُوا حَلالاً"37۔

ترجمہ: مسلمانو کیلئے ضروری ہے کہ وہ آپس میں طے کی گئی شرائط کو پورا کریں جب تک کہ وہ (شرائط) کسی حرام کو حلال اور کسی حلال کو حرام نہ کریں۔

مانعین کی دلیل کا جواب: جو حضرات عدم جواز کیلئے بیع الدین بالدین کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس معاملہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو اس حدیث سے مقاصہ والی صورت خاص ہے یا یہ کہ اس سے مراد بیع الدین من غیر من علیہ الدین ہے۔ یعنی کسی ایسے شخص کو دین بیچنا جس پر دین نہیں ہے اور وہ صورت جائز ہے۔

مقاصہ باطلہ: مقاصہ کی درج ذیل دو اقسام باطل ہیں۔

ا۔ **رأس مال السلم کے ساتھ مقاصہ:** عقد سلم میں رأس المال اور کسی دین کا آپس میں مقاصہ جائز نہیں، اگرچہ فریقین اس پر راضی ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں مقاصہ کا مطلب ہوگا کہ عقد سلم کے رأس المال میں قبل القبض تصرف کیا جا رہا ہے۔ اور اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقد سلم میں رأس المال پر مجلس عقد میں قبضہ ضروری ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا پھر جائز نہیں کیونکہ جو دین فی الذمہ ہو وہ عقد

سلم میں رأس المال نہیں بن سکتا۔[38] سوائے مالکیہ کے کہ ان کے ہاں مال سلم پر مجلس عقد میں قبضہ ضروری نہیں بلکہ اس میں دو یا تین دن تک تاخیر کی جاسکتی ہے۔[39]

۲۔ عقد صرف میں فریقین اگر مجلس عقد میں عوضین پر قبضہ کرنے سے پہلے الگ ہو جائیں تو اس صورت میں ان دونوں کے درمیان مقاصہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب تقابض فی المجلس نہیں پایا گیا تو ان کے درمیان دین ثابت نہیں ہوا جب ان میں سے ہر ایک کے ذمے دوسرے کا دین ثابت نہیں ہوا تو ان کے درمیان مقاصہ بھی نہیں ہو سکتا۔[40]

مقاصہ کی معاصر تطبیقات:

1۔ مستقبل کے معاملات میں مقاصہ کے اجراء کا مواعدہ:

اگر بنک اور صارف یا بنک دیگر بنکوں کے ساتھ یہ معاہدہ کرلیں کہ جب بھی ان کے درمیان مستقبل میں دین وجود میں آئیں گے تو اس کو مقاصہ کے ذریعے ختم کر دیا جائیگا۔ چونکہ بنک ایک دوسرے کے ساتھ مختلف معاملات میں تعامل کرتے ہیں اور ایک کا صارف دوسرے بنک کے خدمات حاصل کرتا ہے اور اس طرح رقم کی ترسیل وغیرہ میں بھی بنکوں کو ایک دوسرے کی خدمات درکار ہوتی ہیں خصوصاً ATM کارڈ کے استعمال کے نتیجے میں جو مختلف بنک ایک دوسرے کے دائن یا مدیون ہو جاتے ہیں ان صورتوں کے پیش نظر بنکوں کو معاملات کی آسانی کیلئے مستقبل کے امور کیلئے مواعدہ علیٰ اجراء المقاصہ کرنا پڑتا ہے۔ تاہم اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ:

- اگر مقاصہ جبریہ ہو تو اس کے تمام شروط جو اوپر بیان ہوئے ان کا خیال رکھا جائے۔
- اگر مقاصہ اتفاقیہ ہو تو اس کے شروط کا آپس میں خیال رکھا جائے۔
- اگر مقاصہ اتفاقیہ ہے اور دونوں طرف دین کی کرنسی مختلف ہے تو پھر اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ آپس میں مقاصہ اس دن کی کرنسی کی بازاری قیمت پر مقاصہ کریں۔

درج بالا تیسری شرط اس لئے رکھی گئی ہے کہ کہیں مقاصہ کو ربا (سود) کی وصولی کا ذریعہ نہ بنالیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہو گی کہ اگر کرنسی کی اس دن کی بازاری قیمت نہ لگائی جائے بلکہ ان کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ جو کرنسی کی قیمت لگائیں۔ مثلاً اگر بنک (الف) کے ذمے بنک (ب) کے ۱۰۰۰ ڈالر آگئے اور بنک (ب) کے ذمے بنک (الف) کے ۱۰۰۰۰۰ (ایک لاکھ) روپے آگئے۔ پس اس صورت میں اگر ایک ڈالر کی بازاری قیمت ۱۰۰ روپے ہے مگر بنک (ب) اپنی مرضی سے ایک ڈالر کی قیمت ۱۰۲ روپے لگائے۔ یہ قیمت کی زیادتی کسی بھی وجہ سے کر سکتا ہے مثلاً یہ کہے کہ چونکہ میرا دین فوری واجب الاداء ہے اور تمہارا دین مؤجل ہے اس وجہ سے میں اپنے ڈالر کی قیمت زیادہ کرتا ہوں۔ یوں یہ بنک (ب) جب مقاصہ کریگا تو ۱۰۲ کے حساب سے ۱۲۰،۰۰۰، روپے بنیں گے۔ جو ایک لاکھ بنک (ب) کے ذمے تھے اس کے

مقابلہ میں مقاصہ ہو جائے گا۔اور جو اضافی ۲۰،۰۰۰ روپے ہیں وہ اس نے اپنی مرضی کی کرنسی کی بازاری قیمت لگانے کے نتیجے میں وصول کئے جو کہ سود ہے۔اگر یہ شرط نہ ہو تو اس صورت کو اضافہ (سود) لینے کیلئے بطور حیلہ کے استعمال کیا جائے گا۔

2۔**بیوع آجلہ کے نتیجے میں دیون میں مقاصہ:** اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بنک جب صارف کے ساتھ کسی قسم کا بیع موٴجل کرتا ہے مثلاً مرابحہ موٴجلہ کا عقد کرتا ہے تو وہ صارف کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرتا ہے کہ بنک اور صارف کے درمیان اگر دیون وجود میں آئیں (یعنی بنک صارف کا اور صارف بنک مدیون ہو جائے) تو اس پر مقاصہ کا عمل جاری کیا جائے گا۔یہ صورت جائز ہے اور اس میں کوئی شرعی محظور بھی لازم نہیں آتا۔اور یہ مقاصہ شرائط پائے جانے کے اعتبار سے کبھی وجوبی اور کبھی اتفاقی ہو گا۔اکثر اداروں میں یہ مقاصہ معمول بہا ہے۔اور اس کو (consolidation) یا (set off) کہتے ہیں۔

بیوع آجلہ میں مقاصہ کی تطبیقی صورت: اس کی تطبیقی صورت یوں ہو سکتی ہے کہ کسی شخص نے بنک سے مرابحہ موٴجلہ کا عقد کر کے ایک گاڑی خرید لی۔پھر کچھ اقساط دینے کے بعد مزید اقساط کی آدیگی سے قاصر ہو گیا۔تو بنک اس صارف کے ساتھ اتفاق کرتا ہے کہ یہ چیز بنک واپس خرید لے گا۔اب اس صورت میں بنک اور صارف کے ایک دوسرے کے ذمے جو رقم ہے اس کا مقاصہ ہو جائے گا اور باقی جو اضافی دین جس کے ذمے ہو گا وہ ادا کرے گا۔تاہم اس میں اتنی مدت کا گزرنا ضروری ہے کہ چیزوں کے بازاری قیمت میں اختلاف واقع ہو چکا ہو تا کہ یہ بیع العینہ والی صورت نہ بنے۔اس کو فقہاء بازار کی تبدیلی سے تعبیر کرتے ہیں [41]۔

3۔**بنکوں میں مختلف چیکوں (cheques) کی کلیئرنگ کی معاصر تطبیق:** بنکوں کے پاس کبھی اسی بنک کا چیک آتا ہے اور کبھی دیگر بنکوں کے چیک اس بنک میں پیش کئے جاتے ہیں۔جیسے میزان بنک میں اکاؤنٹ رکھنے والا کسی ایسے شخص کو چیک لکھ کر دیتا ہے جس کا اکاؤنٹ UBL بنک میں ہوتا ہے۔وہ شخص یہ چیک لے کر اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کیلئے UBL کے برانچ (فرع) میں جاتا ہے اور وہاں وہ چیک پیش کرتا ہے۔اب اس صورت میں UBL بنک نے میزان بنک سے رقم لے کر گویا اس صارف کے اکاؤنٹ میں ڈالنی ہے۔اسی طرح اس کے برعکس بھی صورت حال پیش آسکتی ہے کہ میزان بنک نے UBL بنک سے رقم وصول کرنی ہو۔اب اسکا عملی طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ State Bank نے اس کے لئے ایک ادارہ NIFT (National Institutional Facilitation Technology) قائم کیا ہوا ہے۔جو مختلف بنکوں کے مختلف برانچوں سے ایسے چیک لیتا ہے جن کی clearing (یعنی دوسرے بنک سے اس کی تصدیق اور مبلغ مطلوب ہوتی ہے اور دیگر جس بنک کے چیک ہوتے ہیں ان بنکوں کو دیتا ہے اور جو چیک ان برانچوں/بنکوں سے تصدیق ہو جاتے وہ واپس اس بنک کے علاقائی مرکزی برانچ میں جمع کرتے ہیں جس میں NIFT ایک پوری رپورٹ پر بنک کے علاقائی مرکزی برانچ (Regional Office) میں جمع کرتا ہے کہ اتنے چیک آپ کو دیگر بنکوں کے پیش Present/ہوتے ہیں اور اتنے چیک آپ کے بنک کے دیگر فلاں فلاں بنک میں پیش Present/ہوئے ہیں۔

اور چونکہ مرکزی بنک (State Bank) کے پاس تمام بنکوں کے اکاؤنٹ موجود ہوتے ہیں تو اسی رپورٹ کی بنیاد پر وہ مختلف بنکوں کے اکاؤنٹس کھاتوں کو clear کرتا ہے۔اب اگر UBL نے میزان بنک کے ۱۰،۰۰۰،۰۰۰ (دس ملین) روپے دینے ہیں اور میزان بنک نے UBL بنک کے ۹،۰۰۰،۰۰۰ (نو ملین روپے) دینے ہیں۔تو ۹ ملین کا ۹ ملین کے مقابلہ میں مقاصہ ہو جاتا ہے اور باقی ایک ملین روپے میزان بنک کے اکاؤنٹ سے نکال کر UBL کے اکاؤنٹ (کھاتہ) میں جمع کر دیتے جاتے ہیں۔اور یہ کام مرکزی بنک کرتا ہے۔

مندرجہ بالا سارے عمل کی فقہی تکییف اور مختلف فریق حسب ذیل ہیں۔سب سے پہلے چیک لکھنے والا مدیون ہے اس کا جس کو چیک دیا جا رہا ہے وہ اس دین کا احالہ کرتا ہے اپنے بنک کو یوں لکھنے والا محیل، چیک لینے والا محتال اور چونکہ UBL کا چیک ہے تو UBL بنک محتال علیہ ہے۔اب جب چیک لے کر وہ شخص اپنے برانچ میزان بنک کے اپنے اکاؤنٹ میں جمع کراتا ہے تو میزان بنک چیک جمع کرانے والے کا وکیل ہے۔اور اس بنک نے UBL بنک سے رقم وصول کرنی ہے۔اسی طرح اس عمل کے نتیجے میں میزان بنک نے بھی UBL بنک سے رقم وصول کرنی ہو گی۔اس عمل کے نتیجے میں بنک ایک دوسرے کے مدیون ہو جاتے ہیں اور مرکزی بنک کے ذریعے ان کے درمیان مقاصہ کا عمل مکمل ہوتا ہے۔اور یہ شرائط پائے جانے کے اعتبار سے کبھی وجوبی اور کبھی اتفاقی ہوتا ہے۔اور کرنسی کی جنس مختلف ہو سکتی ہے۔تو پھر اس صورت میں اسی دن کی کرنسی کی بازاری قیمت پر مقاصہ ہو گا۔اب یہاں پر وکیل دائن (اس صورت میں UBL) اور وکیل مدیون (اس صورت میں میزان بنک) جو کہ محتال علیہ ہے اصل میں ایک دوسرے کے ساتھ مقاصہ کرتے ہیں۔اور وکلاء اپنے مؤکلین کی طرف سے مقاصہ کر سکتے ہیں، فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے [42]۔یہ تمام کام چونکہ مرکزی بنک کے ذریعے انجام پاتے ہیں اور مرکزی بنک بطور وکیل کے کام کرتا ہے اس لئے اگر وہ دیگر تجارتی بنکوں سے اس کی اجرت لیتا ہے تو جائز ہے [43]۔

4۔کریڈٹ/ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے انجام پانے والے معاملات کا مقاصہ: ایک بنک دوسرے بنک کا مدیون کیسے بنتا ہے۔مثلاً اگر میزان بنک کا کارڈ لیکر کوئی UBL بنک کی ATM مشین استعمال کرتا ہے تو میزان بنک UBL بنک کا مدیون بن جاتا ہے۔اسی طرح اس کے برعکس صورت حال بھی ہو سکتی ہے۔اس عمل کے نتیجے میں جو بنک ایک دوسرے کے مدیون ہوتے ہیں ان کے درمیان مقاصہ ہوتا ہے۔تاہم یہاں پر مقاصہ کارڈ کی سرپرستی کرنے والی تنظیمیں ہوتی ہیں ان کے ذریعے بطور وکالۃ کے یہ کام انجام پاتا ہے۔

5۔مقائضہ نقدیہ SWAPS

Swaps کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً UBL بنک نے Bonds (قرضہ کا وثیقہ) جاری کیئے ہیں جس میں اس کے حامل کو سالانہ یا اس کی مدت پوری ہونے پر (Maturity Period) سود Interest/ دیا جاتا ہے۔اسی طرح MCB بنک نے بھی اسی قسم کے قرضہ کے وثیقات (Bonds) جاری کیئے ہیں۔MCB بنک نے UBL کے قرضہ (Bonds) کی وثیقات خریدی ہوئی ہیں اور UBL نے MCB بنک کے قرضہ کی وثیقہ جات (Bonds) خریدی ہوئی ہیں۔اور اس کے نتیجے میں دونوں بنکوں نے ایک

دوسرے کے جاری شدہ وثیقہ قرض (Bonds) پر سود وصول کرنا ہے ۔ یہ سالانہ بھی ہو سکتا ہےاور اس وثیقہ قرض کی مدت(Maturity Period)پوری ہونے پر بھی ہو سکتا ہے۔اس سود کی وصولی اور ادائیگی کیلیئے دونوں بنک ایک دوسرے کے مدیون ہو گئے۔اب سوال یہ ہے کہ ان کے درمیان مقاصہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟اس کا جواب یہ ہے کہ مقاصہ ثابت شدہ دین کے درمیان ہوتا ہے اور چونکہ سود حرام ہےاس لئے یہ کسی بھی بنک کے ذمے ثابت نہیں ہوا تو دین بھی کسی طرف وجود میں نہیں آیا۔اور جب دین وجود میں نہیں آیا تو مقاصہ بھی نہیں ہو سکتا۔اور عام تجارتی (سودی) بنک چونکہ پھر بھی آپس میں ایک دوسرے کا دین ساقط کرتے ہیں تو وہ اس طرح کے دین کے سقوط کو(SWAPS)کا نام دیتے ہیں۔

خلاصہ بحث: معاصر بینکاری نظام میں مقاصہ کا استعمال زیادہ ہے۔ایک بینک کے دوسرے بینک کے ساتھ معاملات ہوتے ہیں اسی طرح بینک کے اپنے گاہکوں کے ساتھ معاملات ہوتے ہیں اور ایک بینک کے گاہکوں کے دوسرے بینک کے ساتھ معاملات ہیں۔ جس کے نتیجے میں بینک اور گاہک ایک دوسرے کے مقروض ہوتے ہیں ان قرضوں کی ادائیگی بعض اوقات عقد مقاصہ کے ذریعے ہوتی ہے''عقد مقاصہ''عقود معاوضات میں سے ہے۔ کیونکہ دائن اپنا دین اس دین کے مقابلے میں ساقط کرتا ہے۔ جو اس کے ذمے مدیون کے لئے لازم ہوتا ہے۔اس کی مختلف اقسام ہیں ایک مقاصہ وجوبیہ۔ مقاصہ اتفاقیہ ہے۔ پھر مقاصہ وجوبیہ کی دو قسمیں ہیں۔ مقاصہ جبریہ اور مقاصہ طلبیہ۔ جبریہ وہ مقاصہ ہے جو فریقین کے حق میں یا کسی ایک کے حق میں وجوبا اور جبراً واقع ہو یعنی فریقین کی رضامندی کے بغیر بھی یہ عقد ہو جائیگا۔اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ مقاصہ وجوبیہ جبریّہ اور مقاصہ وجوبیہ طلبیہ مقاصہ کی ایک اور قسم مقاصہ اتفاقیہ ہے اس کا مطلب ہے کہ فریقین کی رضامندی سے دونوں دینوں کا اس طور پر ساقط ہونا کہ ہر ایک کے ذمہ جو دوسرے کیلیئے التزام ہے اس کے بارے یہ تصور کر لیا جائے کہ وہ پورا ہو گیا۔ مقاصہ کی بعض صورتیں جائز نہیں ہیں جس مقاصہ باطلہ کہا جاتا ہے مقاصہ کی دو اقسام باطل ہیں۔ رأس مال السلم کے ساتھ مقاصہ اور عقد صرف میں فریقین اگر مجلس عقد میں عوضین پر قبضہ کرنے سے پہلے الگ ہو جائیں تو اس صورت میں ان دونوں کے درمیان مقاصہ نہیں ہو سکتا۔ مقاصہ کی معاصر تطبیقات میں مستقبل کے معاملات میں مقاصہ کے اجراء کا مواعدہ،بیوع آجلہ کے نتیجے میں دیون میں مقاصہ ،۔بنکوں میں مختلف چیکوں(cheques) کی کلیئرینس کی معاصر تطبیق ،کریڈٹ / ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے انجام پانے والے معاملات کا مقاصہ اور مقائضہ نقدیہSWAPS شامل ہیں۔

نتائج بحث:

1. عقد مقاصہ عقود معاوضات میں سے ہے۔ کیونکہ دائن اپنا دین اس دین کے مقابلے میں ساقط کرتا ہے۔ جو اس کے ذمے مدیون کے لئے لازم ہوتا ہے

2. مالکیہؒ ہاں مقاصہ جبریہ جائز نہیں۔ جبکہ جمہور کے ہاں جائز ہے مقاصہ جبریہ کے بارے میں جمہور کا مسلک دلائل کے اعتبار سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ کہ اختیار اور اذن کا اعتبار وہاں کیا جاسکتا ہے جہاں اس کا فائدہ ہو۔ جبکہ یہاں اختیار اور اذن کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فریقین کے ذمے ایک دوسرے کا ایک ہی جیسا دین ہے جو بحر حال اس نے اداء کرنا ہے۔ اسی لئے اس کے اجازت کے بغیر بھی یہ مقاصہ واقع ہو جائے گا۔

3. مقاصہ جبریہ عقد حوالہ کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جمہور کے نزدیک حوالہ کے عمل سے دین مدیون یعنی مقروض کے ذمہ سے محال علیہ جو دین کی ادائیگی کا ذمہ اٹھاتا ہے اس کے ذمہ میں چلا جاتا ہے۔ لہذا اگر مدیون کا اپنے دائن کے اوپر اپنے دین کے مثل دین ثابت ہو جائے تو مقاصہ جبریہ فوراً خود بخود واقع ہو جائے گا۔

4. احناف کے ہاں اگر شوہر کا بیوی کے ذمے دین ہو تو زوج کی رضامندی کے بغیر اس دین کو بیوی کے نفقہ کے مقابلہ میں مقاصہ نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ زوج کا دین اقویٰ ہے کہ یہ ادائیگی یا ابراء کے بغیر ساقط نہ ہوگا۔ جبکہ زوجہ کا دین ضعیف ہے کہ زوج اگر ادائیگی سے قبل فوت ہو جائے تو زوج کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔

5. مقاصہ وجوبیہ کے بارے میں احناف اور مالکیہ کا قول جواز کا ہے جو قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں کوئی شرعی محظور لازم نہیں آتا اور آجکل کے معاملات میں اس کی ضرورت بھی ہے۔ اصل مقصود معاوضہ ادا کرنا ہے۔ اور دین سے ایک دوسرے کو بری کرنا ہے۔ اور جب وہ شخص جس کا دین کسی بھی لحاظ سے افضل ہے وہ اپنا حق ساقط کرنے پر راضی ہو گیا تو اس میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہ کوئی دین کی ادائیگی میں دین بہتر انداز میں اچھے وصف یا زیادتی کے ساتھ کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہوتا۔

6. مقاصہ وجوبیہ طلبیہ کے عدم جواز کے قائلین کی دلیل ہے کہ وہ اس کو حوالہ پر قیاس کرتے ہیں تاہم اس کا جواب یہ ہے کہ حوالہ میں ایک ذمہ سے حق دوسرے ذمہ میں منتقل ہوتا ہے جبکہ مقاصہ میں ایک دوسرے کو ذمہ سے بری کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس لیے دونوں مسئلوں میں نمایا فرق ہے اور ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

7. مقاصہ اتفاقیہ کے بارے میں بھی مالکیہ اور احناف کا قول قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے دلائل قوی ہیں۔

8. مستقبل کے معاملات میں مقاصہ کے اجراء کا مواعدہ میں اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ اگر مقاصہ اتفاقیہ ہے اور دونوں طرف دین کی کرنسی مختلف ہے تو پھر اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ آپس میں مقاصہ اس دن کی کرنسی کی بازاری قیمت پر مقاصہ کریں ہے کہ کہیں مقاصہ کو ربا (سود) کی وصولی کا ذریعہ نہ بنالیا جائے۔

9. بیوع آجلہ کے نتیجے میں دیون میں مقاصہ جائز ہے اس میں کوئی شرعی محظور بھی لازم نہیں آتا۔

10. بیوع آجلہ میں مقاصہ کی تطبیقی صورت میں اتنی مدت کا گزرنا ضروری ہے کہ چیزوں کے بازاری قیمت میں اختلاف واقع ہو چکا ہوتا کہ یہ بیع العینہ والی صورت نہ بنے۔اس کو فقہاء بازار کی تبدیلی سے تعبیر کرتے ہیں۔

11. بنکوں میں مختلف چیکوں(cheques) کی کلیئرینس کی تطبیق بھی عقد مقاصہ کی صورت ہے اور یہ جائز ہے اس میں کوئی شرعی محظور بھی لازم نہیں آتا۔

12. کریڈٹ/ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے انجام پانے والے معاملات کا تطبیق بھی عقد مقاصہ کی صورت ہے اور یہ جائز ہے اس میں کوئی شرعی محظور بھی لازم نہیں آتا۔

13. مقائضہ نقدیہ SWAPS جائز نہیں اور اس کو مقاصہ کی صورت کے تحت نہیں لایا جاسکتا کیونکہ مقاصہ ثابت شدہ دین کے درمیان ہوتا ہے اور چونکہ سود حرام ہے اس لئے یہ کسی بھی بنک کے ذمے ثابت نہیں ہوا تو دین بھی کسی طرف وجود میں نہیں آیا۔اور جب دین وجود میں نہیں آیا تو مقاصہ بھی نہیں ہو سکتا۔

مصادر و مراجع

---

[1] ابن، منظور، لسان العرب، مادہ دی ن

[2] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ۱۹۴۔۔۔وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ۔الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ۔۔الکویتیہ ۱۰۲:۲۱

[3] الحموی، احمد بن محمد، (المتوفی۔۷۷۰ھ) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، المکتبۃالعلمیۃ۔بیروت، مادہ قصص

[4] وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ الموسوعۃالفقہیۃالکویتیۃ،۳۸:۳۲۹۔

[5] السِّجِستاني، أبوداود سليمان بن الأشعث (المتوفى: 275ھ)، سنن أبي داود الناشر: المكتبة العصرية، صيدا- بيروت، باب فی اقتضاء الذہب من الورق، حدیث نمبر ۳۳۵۴۔

[6] علاؤالدین، محمد، (المتوفی۔۱۳۰۶ھ) قرۃ عین الاخیار لتکملۃ رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت۔لبنان، ۸:۳۹۰۔۔۔البہوتی، منصور بن احمد، کشاف القناع، ۳:۲۰۸

[7] الرعینی، شمس الدین محمد بن محمد المالکی (متوفی۔۔۹۵۴ھ)، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، ۳۹۵:۴

[8] ابن عابدین، محمد امین، ردالمحتار علی الدر المختار، :۵، :۲۶۵

[9] الرملی، احمد بن حمزۃ، (المتوفی۔۱۰۰۴ھ) نہایۃ المحتاج شرح المنہاج، ط: اخیرۃ، ۱۴۰۴ھ۔۔۱۹۸۴ء، ۳:۲۰۸

[10] البہوتی، منصور بن احمد، کشاف القناع عن متن الاقناع: ۵:۲۶۵

[11] الرملی، احمد بن حمزۃ، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج: ۴:۴۲۴

[12] الزحیلی، الدکتور وہبۃ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، ط: الثانیۃ عشر، ۶:۴۴۲۰

[13] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، (المتوفی۔۹۷۰ھ)، البحر الرائق شرح کنزالد قائق، ۶:۲۱۷
[14] الشربینی، شمس الدین محمد بن احمد الشافعی (متوفی۔۹۷۷ھ)، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج: ۶:۵۱۰۔
[15] ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد، المغنی لابن قدامۃ: ۱۰:۳۹۸۔
[16] الزحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۶:۴۴۲۳۔
[17] حوالہ بالا۔
[18] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، (المتوفی۔۹۷۰ھ)، البحر الرائق، طبع۔دوم، ۱۹۲:۴۔ابن عابدین، ردالمحتار، ۵۸۳:۳۔
[19] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین، بدائع الصنائع، ۲۰۷:۵۔
[20] حوالہ بالا۔
[21] النووی، یحیی بن شرف، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، المکتب الاسلامی، بیروت۔دمشق۔عمان، طبع۔سوم، ۲۷۳:۱۲
[22] البہوتی، منصور بن یونس (المتوفی۔۱۰۵۱ھ) دقائق اولی النہیٰ لشرح المنتہیٰ، عالم الکتب، طبع۔اول، ۱۳۵:۲
[23] حوالہ بالا۔
[24] النووی، یحیی بن شرف، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، المکتب الاسلامی، ۲۷۳:۱۲
[25] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، علاء الدین، بدائع الصنائع، ۲۰۷:۵
[26] الدسوقی، محمد بن احمد، (۱۲۳۰ھ)، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ۲۲۸:۳
[27] الزحیلی، وہبۃ، الفقہ الاسلامی، ۴۴۲۵:۶
[28] النووی، یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین، ۳۷۳:۱۲
[29] المرداوی، علی بن سلیمان، (المتوفی۸۸۵ھ)، الإنصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف، ۱۱۸:۵
[30] النووی، یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین، ۲۷۳:۱۲۔
[31] ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد، المغنی لابن قدامۃ، ۳۹۸:۱۰۔
[32] النووی، یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین، ۲۷۳:۱۲۔
[33] ابن نجیم، البحر الرائق، ۲۱۷:۶۔ابن عابدین، ردالمحتار، ۲۶۶:۵۔
[34] ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، (المتوفی۔۴۶۳ھ) الکافی فی فقہ أہل المدینۃ، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ئ، نمبر ۶۴۳:۲۔
[35] حوالہ بالا۔
[36] السِّجِستاني، سلیمان بن اشعث، سنن أبي داود، باب فی اقتضاء الذہب من الورق، حدیث نمبر ۳۳۵۴۔

[37]۔حوالہ بالا، باب في الصلح، حدیث 3594

[38]الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع، ۲۰۶:۵۔۔۔۔۔۔مالک، انس بن مالک، المدونۃ، ۵۶:۹۔۔۔۔۔۔المرداوی، علی بن سلیمان، (المتوفی ۸۵۹)، الانصاف، ۱۱۸:۵۔الانصاری، زکریا بن محمد، (المتوفی ۹۲۶ھ)۔۔اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، دار الکتب الاسلامی، ۴۹۴:۴۔

[39]ابن عبد البر، أبو عمر یوسف بن عبد اللہ (المتوفی: 463ھ)، الکافي في فقه أهل المدینة، ۶۹۲:۲

[40]الکاسانی، علاالدین، بدائع الصنائع، ۲۰۷:۵،۔۔۔ابن عبد البر، یوسف بن عبد االلہ، الکافی، 2۔صفحہ ۳۰۸، الانصاری، زکریا بن محمد، اسنی المطالب، ۴۹۴:۴۔

[41]الماوردی، علی بن محمد، (المتوفی ۴۵۰ھ) الحاوی الکبیر فی فقہ مسلک الامام الشافعی، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔لبنان، طبع اول، ۱۴۱۹ھ۔۔۱۹۹۹ء، ۱۵۸:۷۔

[42]المرغینانی، علی بن ابی بکر، (المتوفی ۵۹۳) الهدایة فی شرح بدایة المبتدی، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۱۳۸:۳۔

[43]ابن قدامۃ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامۃ، ۵۰:۵

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0s International License.